کی تحقیر کرنے والا دعوتِ دین میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے عوام کو علمائے دین سے استفادہ کرنے کا حکم فرمایا ہے: ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾[النحل ٤٣، الأنبياء ٧]

غزوۂ بدر واحد سے لے کر روس کے پاش پاش ہونے تک ''جہاد فی سبیل اللہ'' کا مبارک بوجھ فرزندانِ توحید وسنت کے توانا کندھوں پر رہا ہے۔ اس نصرتِ الٰہیہ سے خائف ہو کر دشمنانِ اسلام' توحید وسنت کے خادموں کو بدنام کرنے کی مہم پر لگے ہوئے ہیں۔ آج یہود ونصاریٰ کا کوئی ایجنٹ، انڈیا کا کوئی جاسوس یا اسلام کے فہم ناقص میں مبتلا کوئی گروپ کسی مسجد، سکول یا بازار میں دہشت گردی کرتا ہے' تو آؤ دیکھا جاتا ہے نہ تاؤ......اس کا ذمہ دار توحید وسنت والوں کو قرار دیا جاتا ہے، جو کہ سراسر خلافِ حقیقت ہے۔

خبردار! دشمنانِ اسلام کی سازشوں سے مرعوب وشرمندہ ہو کر کوئی مسلمان عقیدۂ توحید وسنت میں لچک نہ دکھائے، کتمانِ حق کا ذرا سا بھی خیال ذہن میں نہ لائے۔ ہمیں رب ذوالجلال نے دین اسلام کے ''فہم سلیم'' کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ اس عظیم ترین نعمت پر بالکل مطمئن اور شکرگزار رہنا چاہیے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ﴾[الأنعام ١٥٣]

آج ہم موجودہ اور آئندہ کے ممکنہ فتنوں کا سدباب کرنا چاہیں تو لازم ہے کہ یہ تین کام انجام دیں:

(۱) علمائے اسلام کی شہرت کی حفاظت کریں۔ (۲) مسلم حکمرانوں کے ہاتھ مضبوط کریں۔ (۳) سچے میڈیا کو فروغ دیں۔ ان ارکانِ ثلاثہ کے بغیر یہ نصب العین مفقود رہے گا۔

آج عالم کفر ساری دنیا پر حکم چلا رہی ہے اور مسلمانوں میں سے فہم ناقص میں مبتلا بعض لوگ ان کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ اور ان میں سے بعض قوتیں ''حریتِ فکر اور اظہارِ رائے کی آزادی'' کے نام پر دینِ اسلام کی طرف نسبت رکھنے والے ہر فرقے کو صحیح قرار دینے لگے ہیں۔ جبکہ ''قلب سلیم'' والوں کو قرآن مجید کے مطابق حق مسلک صرف ایک نظر آ رہا ہے: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾[آل عمران ١٠٣] ''فہم سقیم اور قلب سلیم کے اس مقدمے کا فیصلہ اور امت اسلامیہ کے لیے فتنے کی اس عمیق گھاٹی سے نجات پانے کا فارمولا حقیقتِ ایمانیہ اور سنتِ ظاہرہ کا حسین امتزاج ہے، جس کے ذریعے امت مسلمہ دین اسلام کے حقیقی مفہوم سے روشناس ہو۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاملینِ عقیدہ توحید کو توفیق ونصرت سے سرفراز کر کے امتِ اسلامیہ کی اصلاح کا ذریعہ بنائے اور تمام اندرونی وبیرونی فتنوں کو بیخ وبن سے اکھاڑ کر امت کی حفاظت فرمائے۔ آمین

درسِ حدیث

وہم پرستی اور جنات

ابومحمد عبدالوہاب خان

عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله ﷺ: "إذا أمسيتم فكفُّوا صبيانكم؛ فإنّ الشياطين تنتشرُ حينئذٍ، فإذا ذهبَ ساعةٌ مِن الليلِ فخلوهم، فأغلِقوا الأبوابَ واذكُراسْمَ اللهِ؛ فإنّ الشيطانَ لا يفتحُ بابًا مغلقًا، وأوكُوا قِرَبَكُم واذكُرِاسْمَ اللهِ، وَخمِّرُوا آنِيَتَكُمْ واذكُرِاسْمَ اللهِ وَلَو أنْ تعرِضُوا عليهَا شيئًا، وأطفِئُوا مَصَابِيْحَكُمْ" [صحيح البخاري كتاب بدء الخلق باب صفة إبليس وجنوده ح:٣٢٨٠، كتاب الأشربة باب تغطية الإناء ح:٥٦٢٣، صحيح مسلم ح:٩٧ (٢٠١٢)]

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو گھر میں روک لو، یقیناً اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں۔ جب رات کی ایک ساعت گزر جائے تو (بوقت ضرورت) انہیں چھوڑ سکتے ہو۔ اپنا دروازہ "بِسْمِ اللّٰہِ" پڑھ کر بند کر دو، بیشک شیطان بند دروازہ نہیں کھول سکتا۔ اپنا مشکیزہ "بِسْمِ اللّٰہِ" پڑھ کر باندھ لو، اپنے برتن "بِسْمِ اللّٰہِ" پڑھ کر ڈھانپ لو؛ (اگر ڈھکنا نہ ملے تو) اس کے اوپر کوئی بھی چیز رکھ دو۔ اپنا چراغ بجھا دو۔"

تشریح: "شیطان" جنوں کا ہم جنس ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سے انسان اور جن کو "مکلّف" یعنی اپنی شریعت مطہرہ کی پابندی کا ذمہ دار بنایا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝﴾ [سورة الذاريات ٥٦] "اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔" اور انسانوں کو دیگر مخلوقات پر فضیلت عطا فرما کر اولین انسان کو فرشتوں سے تعظیمی سجدہ کرایا۔ انسانوں کی طرح جنات میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی۔

شریعت اسلامیہ کے تمام احکامات انسانیت کی دنیاوی اور اخروی سعادتوں کے ضامن ہیں۔ اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے بچوں کو شام کے وقت گھروں میں جمع کرنے، رات کے وقت دروازوں کو بند رکھنے، سوتے وقت چراغ اور آگ بجھا دینے اور برتنوں کو ہر وقت ڈھانپ کر رکھنے کا حکم فرمایا ہے؛ حتیٰ کہ کسی برتن کا ڈھکنا نہ ہو تو اسے کسی اور چیز سے ڈھانکنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "ڈھانپنے کے لیے کچھ بھی

میسر نہ آنے کی صورت میں بسم اللّٰہ پڑھ کر اس کے اوپر ایک لکڑی ہی رکھ دو۔'' یہ ہماری نگاہ میں شاید مفید نہ ہو؛ لیکن فرمانِ الٰہی: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾[سورۃ التغابن ١٦] ''جتنا تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرو'' کا یہی تقاضا ہے۔

شیطان اور جن کی حقیقت: ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۞﴾[سورۃ الکهف ٥٠] ''اور وہ موقع قابل ذکر ہے جب ہم نے فرشتوں سے کہا: حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، وہ جنوں میں سے تھا، تو اس نے اپنے رب کے حکم کی مخالفت کی، پس کیا تم اس کو اور اس کی نسل کو میرے سوا دوست بناتے ہو؟ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں، ظالموں کے لیے یہ کتنا بدتر بدلہ ہے!!''

معلوم ہوا کہ ابلیس جنوں کی جنس سے تھا۔ اکثر مفسرین کے بقول وہ کثرتِ عبادت کی وجہ سے فرشتوں کے ساتھ ہوتا تھا، اس لیے سجدہ کے حکم میں شریک تھا۔ جب تکبر میں آ کر حکم الٰہی کی مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی رحمت سے محروم کر دیا۔ اس موقع پر اس نے توبہ کے بجائے قیامت تک طویل زندگی کی دعا مانگی جو حکمتِ الٰہی سے قبول ہوگئی۔ ﴿قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۞ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۞﴾[سورۃ الأعراف ١٤-١٥] ''اس نے کہا: اے میرے رب! مجھے قیامت کے دن تک مہلت دو۔ فرمایا: یقیناً تجھے یہ مہلت دی گئی۔''

اب ابلیس اور اس کی نسل (شیاطین) قیامت تک زندہ ہیں جو کہ انسان کے ازلی دشمن ہیں۔ ان کی شدید اور گہری دشمنی انسانیت کی تاریخ کے ساتھ شروع ہوئی۔ انسان اور دیگر جن' جو ابلیس کی نسل سے نہیں ان پر موت آتی ہے، مگر شیاطین قیامت تک نہیں مریں گے۔

شیطان کے اختیارات: (ا) جنات اور شیاطین آسمانِ دنیا تک رسائی حاصل کر کے کبھی کبھار چوری چھپے فرشتوں کی باتیں سن لیتے ہیں۔ بعض جنات نے قرآن مجید سن کر اسلام قبول کرنے کے بعد کہا تھا: ﴿وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۞ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۞﴾[سورۃ الجن] ''یقیناً ہم اس (آسمان) میں سننے کے لیے کئی مقامات پر بیٹھا کرتے تھے، اب جو کوئی سننا چاہے وہ اپنے لیے ایک شعلہ تاک میں پائے گا۔ اور ہم ہرگز نہیں جانتے کہ زمین والوں کے بارے میں کوئی برا فیصلہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے ان کی ہدایت کا ارادہ فرما لیا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے

بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لَيْسُوا بِشَيْءٍ" "ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔" یعنی وہ غیب نہیں جانتے۔ صحابی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کبھی کوئی بات کرتے ہیں تو وہ صحیح ہو جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ ایک ایسی بات ہوتی ہے جسے شیطانوں نے چوری چھپے سن لی اور اپنے دوست کاہن کو پہنچا دی۔ پھر کاہن اس ایک سچی بات میں اپنی طرف سے سو جھوٹ شامل کر لیتا ہے۔"

(۲) شیاطین، گمراہ کن انسانوں کے ساتھ حتی الامکان تعاون بھی کرتے ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝﴾ [] "اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے انسانی اور جنی شیطانوں کو دشمن بنایا، جو ایک دوسرے کو مزین کردہ دھوکہ دہی کی باتیں خفیہ طور پر پہنچا دیتے ہیں۔ اگر تیرا رب چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے پس آپ ان کو اور ان کی خود ساختہ باتوں کو نظر انداز کیجیے۔"

(۳) شیطان انسانوں کو گمراہی اور برائیوں پر اکسانے کے لیے اپنے لشکروں کے ذریعے حملے بھی کرتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿قَالَ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۝ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا ۝﴾ [سورة بنی اسرائیل ٦٢-٦٥] "(ابلیس نے لعنت پڑنے کے بعد) کہا: دیکھ یہ وہی شخص ہے جسے تو نے مجھ پر برتری دی ہے، اگر تو مجھے روزِ قیامت تک زندگی کی مہلت دے تو میں اس کی نسل کا ستیاناس کر دوں گا، سوائے تھوڑے سے لوگوں کے۔ فرمایا: دفع ہو جا، پس ان میں سے جو بھی تیری تقلید کرے گا تو بیشک جہنم ہی تم لوگوں کی سزا ہے پوری پوری سزا۔ اور ان میں سے جن کو بہلا سکو اپنی آواز کے ذریعے بہلاؤ، اور ان پر اپنے گھڑ سوار اور پیدل لشکروں کے ذریعے حملے کرو، اور ان کے اموال اور اولاد میں حصہ دار بن جاؤ، اور ان سے وعدے کرو؛ اور شیطان ان سے دھوکہ کے سوا کوئی وعدہ نہیں کرتا۔ یقیناً میرے حقیقی بندوں پر تجھے بالکل قابو نہیں ہوگا اور تیرا رب ہی ان کے لیے کارساز کافی ہے۔"

ان آیات سے معلوم ہوا کہ شیطان اپنی آواز کے ذریعے لوگوں کو بہلا پھسلا کر گمراہ کرتا ہے۔ ان پر اپنے شیطانی لشکروں کے ذریعے حملے بھی کرتا ہے۔ پھر جن پر وہ فتح پاتا ہے؛ ان کو انسانی حملہ آوروں کی طرح قتل نہیں کر سکتا، قید کر کے

لونڈی غلام نہیں بنا سکتا۔ البتہ جو ان کے قابو میں آتے ہیں ان کے اموال اور اولاد میں حصہ دار بن جاتا ہے۔

(۴) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ'' [صحيح البخاري ۱۹۳٤] ''یقیناً شیطان اولادِ آدم کے جسم میں خون کی جگہ (ہر رگ میں) دوڑتا ہے۔'' اس طرح وہ انسان کو خواہشاتِ نفسانی، شکوک وشبہات اور وہم پرستی میں مبتلا کرنے کے لیے بہلاتا ہے۔

بہلانے سے قابو میں آنے والوں پر شیطان کی ترجیحات: انسانیت کے اس خطرناک دشمن کی **اولین ترجیح** یہ ہوتی ہے کہ انسان ''**شرک**'' میں مبتلا ہو جائے۔ یعنی کسی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے ساتھ جزوی طور پر مشابہ قرار دے۔ جب بندہ اس وہم میں مبتلا ہو جائے تو شیطان بالکل مطمئن ہو جاتا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کو (توبہ کے بغیر) ہرگز معاف نہیں کرتا۔ اب وہ جتنی پرہیزگاری کرے، عبادت وریاضت میں جتنی چاہے مشقت اٹھائے، اس کا انجام یہ ہوگا: ﴿عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ۝﴾ [سورة الغاشية ۳-٤] ''خوب عبادت وریاضت کر کے تھک جانے والے۔ گرما گرم آگ میں داخل ہو کر رہیں گے۔''

اگر کسی طرح اللہ کا بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک پر آمادہ نہ ہو تو شیطان کی **دوسری ترجیح** ''**بدعت**'' میں مبتلا کرنا ہے۔ کیونکہ بدعتی کو روزِ قیامت فرشتے حوضِ کوثر سے ہانک کر دھکا دیں گے، تو ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرمائیں گے: ''یہ تو میرے امتی ہیں۔'' فرشتے عرض کریں گے: ''آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا تبدیلی برپا کی ہے؟!'' اس پر شفیع المذنبین ﷺ شفاعت کے بجائے یہ فرمائیں گے: ''سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ'' [متفق عليه] ''دور لے جاؤ، اور دور لے جاؤ! (یہ سزا ہے) اس کے لیے جس نے میرے بعد (دین میں) تبدیلی کر لی۔'' فرمایا: ''اب ان میں سے شاذ ونادر ہی نجات پا سکیں گے۔'' [صحيح البخاري]

شیطان کی **تیسری ترجیح** انسان کو دیگر کبیرہ وصغیرہ گناہوں میں مبتلا کر کے اپنے ساتھ دوزخ میں لے جانا ہے۔

گمراہی پھیلانے میں انسانی اور جنی شیاطین کا باہمی تعاون: انسانیت کے اولین دشمن جنات یعنی شیاطین بہت سے انسانوں کو گمراہ کر رہے ہیں؛ اور وہ دوسرے جنات کو گمراہ کرنے میں بعض انسانی شیاطین کے تجربات سے بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا يَٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُم مِّنَ الْإِنسِ ۖ وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُم مِّنَ الْإِنسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا ۚ﴾

[سورة الأنعام ۱۲۸] ''اور جس دن ہم ان سب کو اکٹھے کریں گے: اے جنوں کی جماعت! یقیناً تم نے انسانوں کو بہت زیادہ گمراہ کیا۔ اور ان سے دوستی کرنے والے انسان بھی بول اٹھیں گے: اے ہمارے رب! ہم ایک دوسرے سے فائدہ اٹھاتے اٹھاتے آپ کی مقرر کردہ مدت (زندگی) پوری کر چکے ہیں۔''

شیاطین کے دھوکے میں پڑ کر گمراہ کن مذہبی قائدین کی تقلید پر جم کر رہنے والے دنیا میں ان کی عزت واحترام میں حد سے گزر جاتے ہیں۔ روزِ قیامت جب جہنم میں پڑیں گے تو انہیں ہوش آئے گا، پکار اٹھیں گے: ﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَا اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝﴾ [سورة حمٓ السجدة ۲۹] ''اور کافر کہیں گے: اے ہمارے رب! جن اور انس میں سے جن دونوں نے ہمیں گمراہ کر دیا تھا وہ ہمیں دکھلا، ہم انہیں اپنے پاؤں تلے روندیں گے تاکہ خوب ذلیل ہو جائیں۔''

شیطان لوگوں کو فتنے میں مبتلا کر کے انبیاء کرام کی تمناؤں میں خلل ڈالنا چاہتا ہے:

﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝﴾ [سورة الحج ۵۲] ''اور ہم نے آپ سے قبل کوئی بھی رسول یا نبی نہیں بھیجا مگر اس طرح کہ وہ (سب کو ہدایت دینے کی) تمنا کرتا تھا، تو شیطان اس کی تمنا میں (رکاوٹ) ڈال دیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ شیطان کی ڈالی ہوئی (رکاوٹ) کو ختم کر دیتا، پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو واضح اور مضبوط کر دیتا، اور اللہ تعالیٰ خوب علم وحکمت والا ہے۔'' اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے ایک ضعیف روایت پیش کی ہے، جس کی وضاحت اور تردید التراث میں گزر چکی ہے۔

شیطانی لشکروں کے حملے سے شکست کھانے والوں کے اموال اور اولاد میں شیطان کا حصہ:

مشرکین کے ''اموال'' میں شیطان کا حصہ: مشرکین عرب پالتو جانوروں سے خاص مقدار میں فائدہ اٹھانے کے بعد انہیں اپنے معبودانِ باطلہ کے نام پر وقف کر کے اپنے لیے حرام کر لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شرکیہ بدعت کی مذمت میں فرمایا: ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝﴾ [سورة المائدة ۱۰۳] ''اللہ تعالیٰ نے بالکل حرام مقرر نہیں کیا ہے: کوئی کن پھٹا، سانڈھ، اونٹنی سے اونٹنی ملانے والی اور دس بچے جنانے والا اونٹ؛ لیکن جن لوگوں نے کفر کیا

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں، اور ان میں سے اکثر بالکل عقل نہیں رکھتے۔"

اسی طرح وہ جانور بھی "شیطان کا حصہ" ہے، جسے کسی بھی مخلوق کو راضی کر کے حاجت روائی اور مشکل کشائی کرانے کے لیے ذبح کیا جائے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ﴾ [سورة المائدة ٣] "تم پر مردار، خون، سؤر کا گوشت اور غیر اللہ کا نام پکارا ہوا جانور حرام کر دیا گیا ہے۔"

مشرکین کی "اولاد" میں سے شیطان کا حصہ: فرمانِ الٰہی ہے: ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا ۖ فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ ۖ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْتَنَا صَالِحًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝﴾ [سورة الأعراف ١٨٩-١٩٠] "وہی ذاتِ پاک ہے جس نے تمہیں ایک ہی فرد سے پیدا فرمایا، اور اسی سے اس کا جوڑا بھی بنایا تاکہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔ جب اس نے اسے ڈھانپ لیا تو اس کو ہلکا سا حمل ہوا، جسے اٹھا کر وہ چلتی پھرتی رہی، جب وہ بوجھل ہو گیا تو دونوں نے اپنے رب اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی: اگر تو ہمیں صحیح سالم بچہ عنایت فرمائے تو ہم ضرور شکر گزار بنیں گے۔ جب ان دونوں کو تندرست سالم بچہ عطا فرمایا تو دونوں نے اس کی عطا کردہ نعمت میں شرک کا ارتکاب کیا، پس اللہ تعالیٰ ان کے مقرر کردہ شریکوں سے بلند و برتر ہے۔"

اکثر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں ایک کمزور حدیث کے سہارے یہ اسرائیلی روایت نقل کی ہے کہ ابلیس لعین نے حضرت آدم علیہ السلام اور حواؑ کو حکم دیا کہ بچے کو ابلیس کے نام "حارث" سے منسوب کر کے "عبدالحارث" نام رکھو، ان دونوں نے انکار کیا، پھر ہر مرتبہ بچہ قضائے الٰہی سے مر گیا۔ بعد میں انہوں نے اس بات کو مان کر "عبدالحارث" نام رکھا، اور بچہ زندہ رہا۔

اسرائیلی روایات کی تین قسمیں ہیں:

(۱) جس کا حق ہونا قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت ہو، اس کا بیان کرنا بالکل درست ہے۔

(۲) جس کا باطل ہونا قرآن و حدیث سے ثابت ہو، اس قسم کا بیان کرنا حرام ہے۔

(۳) جس قسم کا حق یا باطل ہونا کتاب الٰہی و سنت نبوی سے معلوم نہ ہو سکے؛ اکثر علمائے اسلام کے نزدیک اس قسم کا بیان کرنا بھی جائز ہے، لیکن اس کی تصدیق یا تکذیب سے احتیاط کرنا لازم ہے۔ کیونکہ حق کی تکذیب اور باطل کی

تصدیق دونوں خطرناک ہیں۔

اب جن راویوں نے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے، وہ ان کے خیال میں تیسری قسم ہے۔ امام ابن کثیرؒ کہتے ہیں: اس آیت کی تفسیر میں ہم امام حسن بصریؒ کا قول درست مانتے ہیں کہ ﴿فَلَمَّا تَغَشَّاهَا﴾ سے آگے کی عبارت سے حضرت آدم علیہ السلام وحواؑ کا کوئی تعلق نہیں، یہ عام مشرکین کی عادت کا بیان ہے کہ وہ شیطانی اوہام میں مبتلا ہوکر اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ بچے کا نام اللہ کی مخلوق سے منسوب کرکے رکھتے ہیں۔[تفسير القرآن العظيم]

علم وتحقیق کی سہولت کے اس زرین دور میں بھی اکثر لوگ دین کے بارے میں علمی جستجو اور تلاش حق کی پرخلوص کوشش کے بجائے ''تقلید'' پر گزارہ کرلیتے ہیں۔ ان سنگین حالات میں علمائے اسلام کو اس قسم کی کمزور تفسیری روایات کے بیان سے بالکل بچنا چاہیے، جن سے لوگوں کے عقائد متزلزل ہونے کا اندیشہ ہو۔

مثال کے طور پر **اولاً:** اس روایت سے ''عصمتِ انبیاء'' کے متفقہ اسلامی عقیدے پر زد پڑتی ہے۔

ثانیاً: ایک حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ''حارث'' ایک اچھا انسانی نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ عبدُ اللّٰهِ وعبدُالرحمٰن، وأَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ''[سنن أبي داؤد ٤٩٥٢ وصححه الألبانيؒ] ''تمام ناموں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں، اور سچے ترین نام حارث اور ھمام ہیں۔'' عبداللہ اور عبدالرحمٰن عقیدہ توحید کی زبردست ترجمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین نام ہیں؛ کیونکہ ''اللہ'' اور ''رحمٰن'' ذاتِ پاک کے مخصوص ترین نام ہیں، جو کسی مخلوق کے لیے بالکل استعمال نہیں ہوتے؛ جبکہ کچھ اسمائے حسنیٰ لغوی معنیٰ کی بنیاد پر مخلوق کے لیے بھی استعمال ہوئے ہیں۔ پھر ''حارث'' اور ''ھمام'' انسانی طبیعت اور فطرت کی صحیح ترجمانی کی وجہ سے سچے ترین نام ہیں۔ حارث کے معنی ہیں: کمانے والا، اور ھمام کے معنی ہیں: خوب قصد کرنے والا۔ اور انسان ''ارادہ وعمل'' سے عبارت ہے۔ دیکھیے! اگر ''حارث'' ابلیس لعین کا نام ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ہرگز اسے ''سچا ترین نام'' قرار دے کر پسند نہ فرماتے۔ واللہ اعلم

شیطان کی بے بسی: انسان کے یہ ازلی دشمن انسانی نفسیات سے خوب واقف ہیں اور اپنی دشمنی میں بے تحاشا طویل تجربہ رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو انسان پر حکمرانی کی طاقت نہیں دی ہے، ان کا کام صرف دھوکہ دے کر گمراہ کرنا یا گناہ کروانا ہے۔ جنوں میں سے ''شیطان'' سب سے زیادہ تجربہ کار طبقہ ہے۔ قیامت کے دن وہ انسانوں پر کچھ بھی اختیار نہ رکھنے کا اقرار کرنے پر مجبور ہوگا۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ

اللّٰہ وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّکُمْ فَاَخْلَفْتُکُمْ وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِنْ سُلْطَانٍ اِلَّا اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْا اَنْفُسَکُمْ مَا اَنَا بِمُصْرِخِکُمْ وَمَا اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَا اَشْرَکْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝﴾[سورة إبراهيم ٢٢] "اور جب معاملے کا فیصلہ صادر ہو جائے گا تو شیطان کہے گا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے تم سے وعدہ کیا تو وعدہ خلافی کر لی، اور مجھے تم لوگوں پر کوئی حکومت تو حاصل نہیں تھی؛ البتہ میں نے تمہیں (شرک، بدعت اور گناہ کی طرف) بلایا تو تم لوگوں نے میری تقلید کر لی، اب تم میری ملامت نہ کرو؛ بلکہ اپنے آپ کی ملامت کرو۔ میں تمہاری فریاد رسی نہیں کر سکتا، نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو، بیشک اس سے قبل تم لوگوں نے مجھے جو (اللہ تعالیٰ کے ساتھ) شریک کیا تھا' اس سے میں بالکل انکار کرتا ہوں، یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔"

دیکھیے! شیطان آخر کار واضح ترین الفاظ میں اقرار کر رہا ہے کہ اس کو انسان پر ایسا اقتدار حاصل نہیں ہے کہ اس کو جیسے چاہے نقصان پہنچائے۔ بلکہ شیطان ان لوگوں کو اپنے جال میں پھنسا کر گمراہ اور گناہوں میں غرق کر دیتا ہے، جو اس کے دھوکے میں آ کر اس کی تقلید کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود واضح فرماتے ہیں: ﴿اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغَاوِیْنَ ۝﴾[سورة الحجر ٤٢] "بیشک میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہیں ہے سوائے ان گمراہوں کے جو تیری پیروی اختیار کریں۔"

بعض اوقات بندہ اپنی جہالت یا لاپروائی میں شریعت اسلامیہ کے بعض ایسے آداب کی مخالفت کا مرتکب ہوتا ہے جن سے جنات کو تکلیف ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں جن انتقامی کارروائی کرتے ہوئے انسان سے چمٹ جاتا ہے، جس سے بندہ پاگل ہو جاتا ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ نے بطور تمثیل بیان فرمائی ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾[سورة البقرة ٢٧٥] "جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ بالکل اس شخص کی طرح ہی اٹھیں گے جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو، یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا: تجارت بھی تو سود کی طرح ہے۔ (یہ اس کی طرح کیسے ہو سکتا ہے) جبکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کر دیا ہے اور سود کو حرام۔"

زیر درس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے امت کو آگاہ فرمایا ہے کہ شیاطین مغرب کے وقت پھیل جاتے ہیں اور اس دوران آوارہ پھرتے ہوئے بچوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ کھلے برتنوں میں دخل دیتے ہیں اور گھروں کے

دروازوں سے داخل ہو جاتے ہیں۔ ان خطرات سے تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کو شام کے وقت گھروں میں جمع کیا جائے۔ برتنوں کو ہمیشہ ڈھانپ کر رکھا جائے، خالی ہو تو الٹا کر بھی رکھ سکتے ہیں۔ سوتے وقت چراغ، چولہے وغیرہ بجھا دیے جائیں۔ اور دروازے بند رکھے جائیں۔ اہم ترین شرط یہ ہے کہ ان تمام میں "بسم اللّٰہ" بھی لازماً کہا جائے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے امت اسلامیہ کو جنات کے متوقع خطرات سے بچانے کے لیے دیگر آداب اور احتیاطی تدابیر کی تعلیم بھی فرمائی ہے؛ ان پر پابندی سے عمل پیرا ہونے والا انسان اس خطرناک ترین دشمن کے شر سے محفوظ رہے گا؛ ان شاء اللہ۔ ان تدابیر میں سے بعض درج ذیل ہیں:

{1} اللہ کے سچے بندے بننا: فرمانِ الٰہی ہے: ﴿إِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْغَاوِیْنَ ۝﴾ [سورۃ الحجر ۴۲] "بیشک میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہیں ہے سوائے ان گمراہوں کے جو تیری تقلید اختیار کریں۔" ارشادِ الٰہی ہے: ﴿یٰـاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝﴾ [سورۃ البقرۃ ۲۰۹] "ایمان دارو! دین اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ اور شیطانی راستوں پر مت چلو، یقیناً وہ تمہارا واضح دشمن ہے۔"

"اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندے بننے" اور "اسلام میں پوری طرح داخل ہونے" کے لیے انسان کا **عقیدہ توحید و سنت** پر استقامت ضروری ہے۔ اسی مقصد کے لیے کلام الٰہی کو سمجھنے کی خاطر اللہ تعالیٰ نے زندگی (وقت)، دل، آنکھ اور کان جیسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ان کو استعمال کر کے حق کو تلاش کرنا اور اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کرنا ضروری ہے۔ موجودہ ترقی یافتہ دور میں تلاشِ حق کا کام بہت آسان ہو گیا ہے۔ اس فریضے سے غفلت کا انجام گمراہی ہے۔ ﴿وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ کَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝﴾ [سورۃ الأعراف ۱۷۹] "اور یقیناً ہم نے جہنم کے لیے بہت سے جنات اور انسان پیدا کر رکھے ہیں، ان کے دل تو ہیں؛ لیکن ان سے سمجھتے نہیں۔ ان کی آنکھیں ہیں؛ لیکن ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے کان تو ہیں؛ لیکن ان سے سنتے نہیں۔ یہ جانوروں کی طرح؛ بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ ہیں۔ یہی غفلت میں پڑے رہتے ہیں۔"

اکثر فرقہ پرستوں کی گمراہی کا بنیادی سبب ایسے "**شیاطین الانس**" ہیں، جو شریعت اسلامیہ کی خلاف ورزیاں بھی کرتے ہیں، لیکن لوگ انہیں مذہب کا لبادہ اوڑھے ہوئے دیکھ کر دھوکہ کھاتے ہیں۔ ایسے لوگ خاتم النبیین ﷺ کے "اسوۂ

حسنہ'' سے منہ موڑ کر پیرو مرشد ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ان سے بعض خارقِ عادت امور بھی ظاہر ہوتے ہیں، جنہیں دیکھ کر وہم پرست لوگ ان کے دام تزویر میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔اور ایسے جہالت زدہ لوگ ان سے ظاہر ہونے والے خارق عادت امور کو ''کراماتِ اولیاء'' قرار دینے سے نہیں چوکتے۔

تمام مذاہب اسلامیہ کا اجماع ہے کہ ''خارقِ عادت امور'' کی تین قسمیں ہیں:

(۱): معجزہ صرف اللہ کے نبی سے ظاہر ہوتا ہے، وہ بھی اس کے ذاتی اختیار میں نہیں ہوتا، بلکہ اللہ تعالیٰ جب چاہے اسے ظاہر فرما دیتا ہے۔

(۲): کرامت صرف راسخ العقیدہ، شریعت اسلامیہ اور سیرت نبویہ کے بالکل پابند اولیائے کرامؒ سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۳): استدراج بدعقیدہ، بدعات وخرافات میں غرق وہم پرست لوگوں سے ظاہر ہوتا ہے، اس کے لیے بندے کا مسلمان ہونا بھی شرط نہیں۔یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی آزمائش ہے کہ وہ کتاب وسنت کی پیروی کرتے ہیں یا شیطان کے جال میں پھنس کر مست رہتے ہیں۔

بندے کے ''ولی اللہ'' ہونے کے لیے کرامت کا ظہور ضروری نہیں؛ جس طرح نبی کی سچائی کے لیے معجزہ شرط نہیں ہے۔کرامت اور استدراج میں فرق پہچاننے کے لیے عقیدہ توحید وسنت کی پہچان بنیادی شرط ہے۔

خپلو بلتستان میں مشہور ہے کہ امیر کبیر سید علی ہمدانی الشافعیؒ نے چھچن کے مقام پر بدھ مت کے لاما کو اسلام کی دعوت پیش کی، تو وہ ہوا میں قلابازیاں کھانے لگا۔سید علی ہمدانیؒ نے اپنے جوتے اتار پھینکے تو آپ کے جوتے بھی ہوا میں اڑے اور لاما کے سر پر مارتے ہوئے اسے نیچے اتار لایا۔اس پر لاما سمیت تمام اہل علاقہ مسلمان ہو گئے۔بشرطِ صحت واقعہ سید علی ہمدانی عقیدہ توحید وسنت پر کاربند تھے، لہٰذا یہ آپؒ کی ''کرامت'' ہے۔اور کافر لاما کا ہوا میں اڑنا اس کا ''استدراج'' ہے۔

حاجی محمد ابراہیم سریکی صاحب ہندو جوگیوں کے ہاتھ سے پانی نکلنے کا حیران کن مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔

احادیث شریفہ میں دجال سے ظاہر ہونے والے ''استدراج'' اس سے کہیں زیادہ حیرت انگیز اور خطرناک ہیں۔الغرض کرامت اور استدراج کا فرق ہدایت اور گمراہی کی معرفت کے بغیر ممکن نہیں۔

گمراہی کے دو بڑے مین گیٹ ہیں، ان دونوں کی مشترکہ بنیاد ''تشبیہ'' ہے:

۱ کسی بھی ''مخلوق'' کو اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات میں سے کچھ دے کر اسے جزوی طور پر ''اللہ تعالیٰ کی

طرح'' سمجھنا یعنی حاجت روا، مشکل کشا اور غیب دان وغیرہ قرار دینا، جو اصلِ شرک ہے؛ اور ﴿لا اِلٰـهَ اِلا اللّٰهُ﴾ کے منافی ہے۔ اور مشرک' اللہ تعالیٰ کے سوا جس کسی کو پوجتا ہے، وہ شخصیت اس کے وہم و گمان میں خواہ کوئی بھی ہو، دراصل اس کا معبود ''شیطان'' ہوتا ہے۔

اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بت پرست باپ سے فرمایا: ﴿یَا اَبَتِ لَا تَعۡبُدِ الشَّیۡطٰنَ﴾ [سورة مریم ٤٤] ''اے میرے باپ! آپ شیطان کی عبادت نہ کریں۔'' روزِ قیامت اللہ تعالیٰ مشرکوں سے فرمائے گا: ﴿اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَیۡکُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ اِنَّهٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ۝﴾ [سورة يٰس ٦٠] 'حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ اور دیگر مشرکین شیطان کو نہیں پوجتے تھے؛ بلکہ ''وَدّ، سُوَاع، یَعُوق، یَغُوث، نَسر'' وغیرہ کی عبادت کرتے تھے، جو دراصل حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بڑے نیک لوگ تھے۔ پہلے لوگوں نے ان کی یادگار بنائی، بعد والے ان کے نام سے بت بنا کر پوجنے لگے۔ [بخاری ١١٤٤، مسلم ٧٧٤]

﴿٢﴾ کسی بھی ''امتی'' کو اللہ کے رسول ﷺ کی خصوصیات میں سے کچھ خاص صفات دے کر اسے جزوی طور پر ''رسول اللہ ﷺ کے مشابہ'' قرار دینا، یعنی واجب الاطاعت ماننا، اس کے ہر قول و عمل کو حجتِ شرعی ماننا' یہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی ہونے کی وجہ سے ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ ﷺ﴾ کے منافی ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا دین اسلام میں غیر نبی کے ایجاد کردہ عمل کو داخل کر کے 'بدعت' کا مرتکب ہوتا ہے۔

قرآن پاک اور احادیثِ نبویہ کے مطابق ''کلمہ طیبہ'' کی اسی کسوٹی پر ہدایت اور گمراہی کا انحصار ہے؛ لہٰذا اس معیار پر پورا نہ اترنے والا شخص خواہ **ہوا میں اڑے، پانی پر چلے یا مردہ کو زندہ کرے**' ایسے شیاطین الانس کو **اللہ تعالیٰ کا ولی** سمجھنا بہت بڑی گمراہی ہے۔

{2} شیاطین اور جنات کی شرارتوں سے بچنے کا بڑا اہم طریقہ ذکر الٰہی کی پابندی ہے۔ اہل ایمان کو ہر وقت ذکر الٰہی سے زبان کو تر اور دل کو آباد رکھنے کی تلقین فرمائی گئی ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوا اللّٰهَ ذِکۡرًا کَثِیۡرًا ۝ وَّ سَبِّحُوۡهُ بُکۡرَةً وَّ اَصِیۡلًا ۝﴾ [سورة الأحزاب ٤١-٤٢] 'اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کیا کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح پڑھا کرو۔''

ہدایتِ الٰہیہ پر بالکل کان نہ دھرنے کی سزا میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَنۡ یَّعۡشُ عَنۡ ذِکۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَیِّضۡ لَهٗ شَیۡطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیۡنٌ ۝﴾ [سورة الزخرف ٣٦] 'اور جو کوئی رحمان کے ذکر سے منہ پھیر لے ہم اس پر ایک

شیطان مسلط کر دیتے ہیں، وہی اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔''

{3} تلاوتِ قرآن مجید افضل ترین ذکرالٰہی ہے۔اس کو سمجھ کر عقائد واعمال کی اصلاح کرنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''جب آدمی آیت سجدہ کی تلاوت کر کے سجدہ کرتا ہے، تو شیطان الگ ہو کر رونے لگتا ہے اور کہتا ہے: ''افسوس! آدمی کو سجدے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا، پس اس کو جنت ملے گی، اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کیا، پس اس کے لیے جہنم کی آگ ہے۔'' [صحيح مسلم ٨١]

{4} اللہ تعالیٰ نے مختلف مواقع پر شیطان سے پناہ کی دعا کا حکم دیا ہے۔ مثلاً قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت: ﴿فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝﴾ [سورة النحل ٩٨] ''جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کریں۔''

{5} گھر میں سورة البقرة پڑھنے کا اہتمام کیا جائے، تو شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں کو قبرستان بننے نہ دو، یقیناً جس گھر میں سورة البقرة پڑھی جائے، اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔'' [مسلم ٧٨٠، الترمذي ٢٨٧٧]

{6} مسلمانوں کو خصوصاً شیطانی حملے کا اثر محسوس ہونے پر ذکر الٰہی اور استعاذے کی دعا کا حکم دیا گیا ہے: ﴿وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ [سورة الأعراف ٢٠٠] ''اور اگر تجھے شیطان کا وسوسہ ابھارنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگو، بے شک وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔'' یہی حکم [سورة حمٓ السجدة ٣٦] میں بھی ہے۔ نیز فرمایا: ﴿وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝﴾ [سورة المؤمنون ٩٧-٩٨] ''اور کہیے: میرے رب! میں شیطان کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اور اے میرے رب! میں شیطانوں کی آمد سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

{7} شیطان انسانوں کو بے حیائی اور بے پردگی میں مبتلا کرنے کا بڑا خواہش مند ہوتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا﴾ [سورة الأعراف ٢٠] ''پس شیطان نے ان دونوں کو وسوسہ دلایا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو پوشیدہ تھیں ان کو دکھلا دے۔''

اسی لیے اللہ تعالیٰ ہمیں شیطانی راستوں سے متنبہ فرماتا ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ [سورة النور ٢١] ''اے ایمان والو!

شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو، اور جو کوئی شیطان کے نقش قدم پر چلے تو وہ یقیناً بے حیائی اور برائی کا حکم دیتا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "یقیناً خاتون کا سارا جسم "عورت" (چھپانے کی چیز) ہے، جب وہ نکل پڑتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔" [الترمذي ١١٧٣ وحسنه، وصححه الألبانيؒ]

لہٰذا شیطانی حملے سے بچنے کے لیے خواتین کو گھروں میں رہنا چاہیے، اگر ضرورت سے باہر نکلے تو سادہ لباس میں اور باپردہ ہو کر ہی نکلنا چاہیے۔ لوگوں کی توجہ حاصل کرانے والے فیشن اور زرق برق لباس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

{8} شیطان انسان کو دنیا کی رنگینیوں میں الجھا کر اللہ تعالیٰ کو بھلوا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝﴾ [سورة الحشر ١٩] "اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی جانیں بھی بھلوا دیں، یہی لوگ نافرمان ہیں۔" ذکر الٰہی سے غفلت بھی شیطان کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ﴿اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنْسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝﴾ [سورة المحادلة ١٩] "شیطان نے ان پر قابو پا کر ان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر بھلا دیا، یہی لوگ شیطان کی پارٹی ہیں، خبردار! شیطان کی پارٹی ہی نقصان اٹھانے والی ہے۔"

کبھی شیطان اچھے خاصے ایمان دار انسان کو بھی کوئی اہم چیز بھلوا دیتا ہے، جیسے حضرت یوشع علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ﴿وَمَا أَنْسَانِيهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ﴾ [سورة الكهف ٦٣] "اور مجھے یہ شیطان کے سوا کسی نے نہیں بھلوایا کہ (مچھلی کا واقعہ) آپ سے ذکر کرتا۔"

{9} شیطان کے پھندوں سے بچنے کے لیے ہمیشہ اخلاق فاضلہ اختیار کرنا چاہیے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَقُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوًّا مُبِينًا ۝﴾ [سورة بني اسرائيل ٥٣] "اور میرے بندوں کو بتا دیجیے کہ ہمیشہ اچھی بات کہیں، یقیناً شیطان (غصہ دلا کر) ان کے درمیان دشمنی پیدا کرنا چاہتا ہے، بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔"

حسن اخلاق کا یہ اہتمام میاں بیوی کے درمیان زیادہ ضروری ہے، کیونکہ شیطان ان میں جدائی ڈالنے کی سخت کوشش کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک ابلیس اپنے لشکروں کو فساد مچانے بھیجنے کے بعد ان سے رپورٹ طلب کرتا ہے۔ خاص کر میاں بیوی میں جدائی ڈالنے والے کو اپنے قریب بلاتا ہے، گلے سے لگاتا ہے اور شاباش کہتا ہے۔" [صحيح

مسلم ۲۸۱۳] انسان کو حتی الامکان غصے سے بچنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے غصہ ضبط کرنے کے لیے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔[صحیح مسلم ۶۸۱۲]

{10} شیطان کی شرارتوں سے بچنے کا ایک اہم طریقہ نماز باجماعت کی پابندی اور مسجد جاتے وقت یہ دعا پڑھنا ہے: "اَعُوذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ" جب بندہ یہ پڑھتا ہے تو شیطان افسوس سے کہتا ہے: "پورا دن یہ شخص مجھ سے محفوظ ہو گیا۔" [سنن أبی داؤد ٤٦٦ وصححه الألبانیؒ]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو صبح دیر گئے تک سوتا رہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ ایسا (بدنصیب) ہے، جس کے کانوں میں شیطان لعین نے پیشاب کیا ہے۔" [البخاري ١١٤٤، مسلم ٧٧٤]

{11} شیطان سے بچنے کا اہم ترین فارمولا شرک، بدعت اور فحاشی وغیرہ پر مشتمل گانوں اور قوالی وغیرہ سے بچنا ہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم اللہ کے نبی ﷺ کے ہمراہ عَرْج مقام میں جا رہے تھے، راستے میں ایک شاعر نظم گا رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شیطان کو پکڑو" یا "شیطان کو روک دو۔" [مسند احمد ١١٠٧٢] "یقیناً کسی انسان کا پیٹ پیپ سے بھر جانا اس کے لیے شعر سے بھر جانے سے بہت بہتر ہے۔" [البخاري ٥٨٠٢]

{12} اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور دین اسلام کے شعائر کی توہین کی جانے والی مجلسوں میں شرکت سے بچنا اہم دینی فریضہ ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِينَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ [سورة الأنعام ١١٢] "اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے جنی اور انسانی شیطانوں کو دشمن بنایا ہے جو دھوکہ دیتے ہوئے ایک دوسرے کو مزین کردہ باتیں پہنچاتے ہیں۔"

﴿وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ﴾ [سورة الأنعام ٦٨] "اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات (پر مزاحیہ تذکرہ) میں الجھتے ہیں، تو ان سے بے تعلق رہیے یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور بات میں لگ جائیں۔" اس مصیبت سے قوم کو نجات دلانے کے لیے اختلافی قسم کے تمام مذہبی تقریبات میں لاؤڈ سپیکر پر عملاً پابندی لگنی چاہیے۔

{13} حسد سے پرہیز کرنا چاہیے۔ حدیث ہے: "اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَيَحْضُرُ بِهَا الشَّيْطَانُ وَحَسَدُ ابْنِ آدَمَ" [مسند أحمد ٩٦٦٨ منقطع] "نظر بد لگنا درست ہے، اور اس عمل میں شیطان اور انسانی حسد کارفرما ہوتا ہے۔"

{14} رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "گدھے کی آواز سن کر پڑھنا چاہیے: اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ کیونکہ وہ شیطان کو دیکھ کر رینکتا ہے۔" [بخاري٧١٢٧، مسلم٧٠٩٦]

{15} اسراف وفضول خرچی سے باز رہنا چاہیے؛ کیونکہ ایسا کرنے والے "شیطان کے بھائی" بنتے ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿اِنَّ الۡمُبَذِّرِیۡنَ کَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّیٰطِیۡنِ وَکَانَ الشَّیۡطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوۡرًا ۝﴾ [سورة بنی اسرائیل٢٧] "یقیناً فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا شدید ناشکرا ہے۔"

{16} فرمانِ نبوی ہے: "جب آدمی گھر میں آتے وقت اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ کہتا ہے تو شیاطین ایک دوسرے سے کہتے ہیں: آج تمہیں اس گھر میں رات گزارنے کا موقع ہے نہ کھانا میسر ہے۔" [صحيح مسلم ٢٠١٨]

{17} رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہمبستری کے وقت یہ دعا پڑھی جائے: "اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا" پھر انہیں اولاد نصیب ہو تو اسے شیطان نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔" [بخاري١٤١، مسلم ١٤٣٤]

{18} شیطانی فتنوں سے بچنے کا ایک اہم نسخہ نشہ بازی، وہم پرستی اور شرک سے بچنا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَالۡمَیۡسِرُ وَالۡاَنۡصَابُ وَالۡاَزۡلَامُ رِجۡسٌ مِّنۡ عَمَلِ الشَّیۡطٰنِ فَاجۡتَنِبُوۡہُ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۝﴾ [سورة المائدة ٩٠] "یقیناً شراب، جوا، خودساختہ تبرکات اور قسمت اندازی کے تیر سب پلید اور شیطانی کام ہیں، لہٰذا ان سے بچتے رہو تاکہ تم کامیابی حاصل کرسکیں۔"

{19} صدقات دینا اور بے حیائی سے پرہیز کرنا بھی شیطان کو رسوا کرنے والے اعمال ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿اَلشَّیۡطٰنُ یَعِدُکُمُ الۡفَقۡرَ وَیَاۡمُرُکُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ ۚ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمۡ مَّغۡفِرَۃً مِّنۡہُ وَفَضۡلًا ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ۝﴾ [سورة البقرة ٢٦٨] "شیطان تمہیں غربت کا خوف دلاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے؛ اور اللہ تعالیٰ تم سے اپنی مغفرت اور فضل وکرم کا وعدہ فرماتا ہے، اور اللہ تعالیٰ وسعت والا اور خوب علم والا ہے۔"

{20} برتن ہمیشہ ڈھانپ کر رکھنا چاہیے، جیسے زیرِ درس حدیث میں بھی حکم ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے لیے نقیع سے کھلے برتن میں دودھ لے آیا تو ارشاد فرمایا: "کیوں نہ اسے ڈھانپ لیا، اگرچہ اس پر تنکا ہی رکھ دیتے۔" [البخاري ٥٢٨٣، ٥٦٠٥، مسلم ٩٣، ٩٥ (٢٠١٠، ٢٠١٢)]

شیطان کی دو حالتیں: (ا) غیر مرئی: شیطان اور جن عام حالات میں انسانی نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿اِنَّہٗ یَرٰىکُمۡ ہُوَ وَقَبِیۡلُہٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَہُمۡ﴾ [سورة الأعراف ٢٧] "بیشک وہ اور اس

کے ہم جنس تمہیں دیکھ سکتے ہیں جہاں سے تم انہیں دیکھ نہیں سکتے۔" راس حالت میں شیطان انسانی جسم کے اندر بھی سرایت کر جاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ" [صحیح البخاري ١٩٣٤] "یقیناً شیطان اولادِ آدم کے جسم میں خون کی جگہ (ہر رگ میں) دوڑتا ہے۔"اس حالت میں شیطان اور جن اپنے دام تزویر میں پھنسنے والے انسان کو گمراہ کرنے، پریشان کرنے اور پاگل بنانے کی حد تک معنوی قسم کا نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں؛ قتل نہیں کر سکتے۔ دیکھیے! اگر یہ خطرناک ترین دشمن نادیدہ حالت میں آ کر انسان کو قتل کر سکتے' تو وہ کسی بھی ایمان دار شخص کی جان نہ چھوڑتے۔

(۲) مرئی: بعض اوقات "جن" سانپ وغیرہ جیسی مادی شکل میں نظر آتے ہیں۔اس حالت میں وہ انسان کو جسمانی، جانی اور مالی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔اور انسان بھی اسے نقصان پہنچا سکتا ہے۔ دو صحیح واقعات پیش خدمت ہیں:

(۱) حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم میں ایک نو بیاہتا جوان تھا، ہم غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ وہ جوان دو پہر کو رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے کر گھر لوٹتا تھا۔ایک دن اجازت مانگنے پر آپ ﷺ نے فرمایا: "اپنا اسلحہ لے چلو؛ بیشک تجھ پر بنی قریظہ کا خطرہ محسوس ہوتا ہے۔" وہ اسلحہ لے کر گھر آیا تو دلہن دروازے میں کھڑی تھی۔ اس نے غیرت میں آ کر نشانہ لیا تو بولی: اپنا نیزہ سنبھال کر گھر میں جاؤ، تجھے وہ چیز نظر آئے گی جس نے مجھے باہر نکالا ہے۔ بڑا سانپ بستر پر کنڈلی مارے دیکھا، تو بہادر مجاہد نے اسے نیزے میں پرو لیا پھر محلے میں گاڑ دیا۔اب سانپ اس پر لپٹ گیا۔ پھر معلوم نہ ہوا کہ دونوں میں سے کس پر پہلے موت آئی۔ ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے ترس کھاتے ہوئے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا: اسے زندہ کرنے کی دعا مانگیے۔ارشاد فرمایا:"اپنے ساتھی کے لیے مغفرت کی دعا کرو۔" پھر ارشاد فرمایا:"یقیناً مدینہ میں کچھ جن مسلمان ہو گئے ہیں۔جب تم ان میں سے کچھ دیکھ لیں تو اسے تین دن تک اطلاع دیں؛ اس کے بعد نظر آئے تو اسے قتل کریں، کیونکہ وہ یقیناً شیطان ہے۔" [صحیح مسلم کتاب السلام باب ٣٧ حدیث: ٥٩٧٦]

امام طحاویؒ کہتے ہیں: جب بار بار تنبیہ کے باوجود نظر آئے تو وہ اس حکم سے خارج ہو گیا جس کی وجہ سے اس کا قتل منع تھا، اور جوازِ قتل کے عام حکم میں داخل ہو گیا۔[مشکل الآثار]

شکل بدل کر انسانی گھروں میں رہنے والے جنات کو تین دفعہ نکل جانے کی وارننگ دینا چاہیے۔ اگر وہ واقعی مسلمان جن ہوگا، تو فرمانِ نبوی کے مطابق دوبارہ نظر نہیں آئے گا۔اگر شیطان یا کافر جن ہوگا تو آدمی ایسی شکل میں قتل کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں بھی سانپ وغیرہ موذی جانوروں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے۔